ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

محفوظ حسین

پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی اسلام اباد

ڈاکٹر ظفر حسین ظفر (نگرانِ کار)

ایسو سی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی اسلام اباد

ڈاکٹر عبد الستار صدیقی کی غالب شناسی

Mahfooz Hussain
Ph.D Scholar Department of Urdu, Allama Iqbal Open University Islamabad.
Dr. Zafar Hussain Zafar
Associate Professor Department of Urdu, Allama Iqbal Open University Islamabad.

Dr Abdus Sattar Siddiqi's Acquaintance of Ghalib

Dr Abdus Sattar Siddiqi is an expert researcher, critic, editor and Ghalib's acquaintance. Dr Siddiqi served in Ghalib's scholastic efforts, editing and critical references. He edited first text draft of Ghalib's letters"Insha-E- Ghalib". (Which was corrected by Ghalib himself)? He wrote scholia on it. This draft was edited for the syllabic need of the new British in India. Malik Ram also wrote further Scholia on it. In editing text this piece of writing is the most important in Ghalib's letters. Besides it Dr. Siddiqi wrote six essays with references to Ghalib. In every article he applied research, editing text and basic Principles of critical text. In this way he successfully tried to arrange the pure text by acting upon the editing rules according to "the intention of author". He wrote about pronunciation of Urdu. After it he worked about Mirza Ghalib.

Key Words: *Researcher, Pronunciation, Editor, Ghalib's acquaintance, Linguist.*

ڈاکٹر عبد الستار صدیقی ایک ماہر محقق، مدون، نقاد اور غالب شناس ہیں۔ ڈاکٹر صدیقی نے غالب شناسی میں تدوینی، تنقیدی، اور حواشی نگاری کے حوالے سے خدمات سر انجام دیں۔ خطوط غالب کا اولین مسودہ مرتب کیا(غالب کا تصحیح شدہ)، اس کے حواشی لکھے۔ اسی مسودے کے مزید حواشی مالک رام نے بھی لکھے۔ تدوینِ متن میں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)

مرزا غالب کے خطوط کے اس نسخے کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔اس کے علاوہ ڈاکٹر صدیقی نے غالبیات کے حوالے سے چھے مقالے لکھے۔ ہر مضمون میں تحقیق، تدوینِ متن اور تنقیدِ متن کے بنیادی اصولوں کو اپنایا۔ اس طرح انھوں نے "منشائے مصنف" کے تدوینی اصول کے مطابق خالص اور سُچا متن ترتیب دینے کی کامیاب کوشش کی۔ ڈاکٹر صدیقی نے جس قدر لکھا، اُردو املا کے بعد غالبیات کے ضمن میں قدرے زیادہ لکھا، جس کو ڈاکٹر تحسین فراقی کے بقول "قدرِ اول" کا مرتبہ حاصل ہے۔

ڈاکٹر عبدالستار صدیقی ہندوستان کے ماہر لسانیات ہیں۔ انھیں تاریخی و تقابلی لسانیات پر بھرپور عبور ہے۔ ڈاکٹر صدیقی نے تنقیدی مضامین لکھے جن میں پنڈت رادھے ناتھ کی شاعری اور "ولی دکنی کی زبان "کی خصوصیات پر بحث کی ہے۔ کلام حافظ پر بھی دلچسپ خامہ فرسائی کی ہے۔ڈاکٹر عبدالستار صدیقی نے "تحقیقِ الفاظ" اور "تحقیقِ حروف" سے متعلق معلومات قارئین تک پہنچائیں۔ فارسی اور عربی الفاظ کا دوسری زبانوں میں کیسے دخول ہوا اور ان الفاظ نے کیا کیا صورتیں بدلیں، یہ ان کا لسانی معرکہ ہے۔ "اردو املا" ڈاکٹر صدیقی کا مرغوب موضوع رہا۔ الفاظ جو دوسری زبانوں میں مروج ہونے کے بعد اُردو جنتر پر آئے، ان الفاظ کو اردو میں کیسے تحریر کریں اور عربی الاصل اور فارسی الفاظ کو اردو میں کیسے استعمال میں لایا جائے۔

ڈاکٹر عبدالستار صدیقی نامور محققین میں شمار ہوتے ہیں۔ انھوں نے اگرچہ کم لکھا مگر جو لکھا معیاری اور کندن۔ ان کے مقالات پارس پتھر کی طرح ہیں، جو پڑھ کر محققین کے لیے نئے در وا کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صدیقی تحقیق میں معیار کے قائل ہیں۔ مقدار کی بجائے اختصار اور جامعیت کے حامی ہیں۔ڈاکٹر صدیقی موجودہ تحقیق کے حوالے سے کہتے ہیں۔

> "کام کم، "کام" سے میری مراد ہے تحقیقی علمی کام، جسے لوگ ریسرچ کہتے ہیں------ جو بات کہی گئی ہو اس میں سچائی ہو۔ گہرائی ہو---- دعویٰ بے دلیل نہ ہو---- لفاظی نہ ہو" (۱)

ڈاکٹر صدیقی تحقیق میں گہرائی اور گیرائی کے قائل ہیں۔ وسعتِ مطالعہ، توجہ، محنت، مطلوبہ مضامین اور موضوعات سے متعلق زبان اصل زبان کی تحصیل لازم بتائی ہے۔ "معرباتِ رشیدی" مدون کی۔ متن کو منشائے منصف کے مطابق اختلافات سامنے لاکر قریب تر کیا۔ بقول رشید حسن خاں:

"تحقیق اور تدوین میں بنیادی حیثیت "منشائے منصف" کی ہوتی ہے اور یہ بھی تحقیق اور تدوین کے نقطہ نظر سے متن ہمیشہ مصنف کی ملکیت رہتا ہے۔" (۲)

تحقیقِ متن کے مقاصد میں صحیح متن کی تشکیل اہم ہے۔ محقق تدوین میں تنقیدی اور تحقیقی اصولوں سے واقف ہو۔ متن سے متعلق اصل معلومات کے حوالے سے کہتے ہیں۔

"محقق کو اصل متن سے ساقط شدہ حرف یا لفظ کو قوسین میں بڑھانے کی اجازت ہے" (۳)

تحقیق اور تدوین میں تصحیح متن میں حواشی کو بڑی اہمیت حاصل ہے جس طرح مدون کا نقاد اور محقق ہونا ضروری ہے اسی طرح تدوین و تحقیقِ متن اور متنی تنقید میں حواشی کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ حاشیہ نگاری سے متن، الفاظ کی املا، تلفظ، معنی، متروکات، مروج و مستعمل الفاظ کی نشاندہی ہوتی ہے۔ متن میں حاشیہ نگاری کی اہمیت اظہر من الشمس ہے۔

"اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مصنف نے متن میں خود حذف یا ترمیم کی ہے تو متنی نقاد متن میں بھی یہ تبدیلیاں کر سکتا ہے لیکن اسے حاشیہ لکھ کر اس تبدیلی کی نشاندہی کرنی ہوتی ہے" (۴)

مرزا اسد اللہ خان غالبؔ اردو شاعری کا سرتاج اور سرخیل ہے۔ غالب برصغیر کی اردو شاعری کا چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ ڈاکٹر صدیقی نے غالب کے ابتدائی خطوط کے مرتب مجموعے "انشائے غالب" پر حواشی لکھے، تدوینِ متن کی خدمات سرانجام دیں۔ غالب شناسی میں انھوں نے خصوصی کام کیا "انشائے غالب" (جو ۳۰ صفحے کی مختصر کتاب ہے، اسے غالب نے انگریز نوواردانِ ہندوستان کی نصابی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے مولوی ضیاء الدین کی فرمائش پر ترتیب دیا) اس پر ڈاکٹر صدیقی نے ۱۱۴ حواشی لکھے، ان حواشی میں طویل تعلیقات بھی ہیں اور انتہائی مختصر بھی۔ "انشائے اردو" اور "انشائے غالب" کا تقابل کر کے مزید پندرہ حواشی لکھے۔ "انشائے غالب" کا مسودہ ڈاکٹر صدیقی کے پاس کیسے آیا، اس پر مقدمے میں "عرضِ مرتب" میں طویل بحث کی گئی ہے۔ ڈاکٹر صدیقی "انشائے غالب" کو احتیاط سے معیاری تدوین سے شائع کرانا چاہتے تھے مگر ڈاکٹر صاحب کی احتیاط اور انتظامی مصروفیات کی وجہ سے یہ کام سست روی کا شکار ہوا اور تاخیر ہوتی رہی، اس نسخے کی کاپیاں بنوائیں پھر تاخیر ہوئی۔ رشید حسن خاں نے صدیقی صاحب کی وفات کے بعد ۲۰۰۱ء میں ادارہ یادگار غالب کراچی سے شائع کیا، اس کا سہرا رشید حسن کو جاتا ہے۔ اس پر مالک رام نے ۱۳۰ حواشی لکھے۔ یوں یہ کتاب تین شخصیاتِ ادب کا شاہکار ہے (رشید حسن خاں، مالک رام، ڈاکٹر صدیقی) مالک رام کا مقدمہ، عرض مرتب از رشید حسن خاں نہایت دلچسپ ہیں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)

ڈاکٹر صدیقی کو "انشائے غالب" کا یہ نسخہ سید سجاد نے ڈاکٹر صدیقی کو بیچا جو کتابوں کی خرید و فروخت کرتے تھے مخصوص کتب کی اہمیت سے واقف بھی تھے۔ یہ نسخہ "انشائے اردو"، "انتخاب غالب" اور "انشائے غالب" کے نام سے مختلف اوقات میں چھپتا رہا، اس پر طویل بحث رشید حسن خاں صاحب نے کی ہے کہ اس طبع میں اغلاط رہ گئی ہیں۔

ڈاکٹر صدیقی نے جن چار نسخوں کو سامنے رکھ کر اس کا متن مرتب کیا اور حواشی لکھے وہ یہ ہیں:

۱۔ عود ہندی، پہلی اشاعت (مجتبائی میرٹھ ۱۲۸۵ھ) علامت (ع)

۲۔ اُردوئے معلیٰ پہلی اشاعت (اکمل المطابع دہلی، ۱۲۸۵ھ) علامت (م ۱)

۳۔ اُردوئے معلیٰ (مجتبائی دہلی، ۱۸۹۹، ۱۹۱۴ع) حصہ دوم علامت (م ۲) ۲

۴۔ خطوط غالب، (مرتبہ مہیش پرشاد جلد ۱ الہ آباد ۱۹۴۱) علامت (خطوط)

اس نسخے میں ۱۴ خطوط ہیں اور ۲۶ اشعار ہیں، ایک شعر دو دفعہ نقل ہوا ہے۔

سب کی دل مین ہی جگہ تیری جو توراضی ہوا"

مجہ پہ گویا اک زمانامہربان ہو جایگا " (۵)

یوں ان اشعار کی تعداد ۲۷ ہے "خاتمہ" چھے سطور میں ہے، اس نسخے کے صفحہ ۱۲ اخیر دو سطروں کا دائیں طرف سے متن ضائع ہو گیا تو ڈاکٹر صدیقی نے بتایا کہ یہ متن اس طرح ہے:

" (ہے والا منا) قب ــــــــــــ منا ــــــــــــ

(فیض بخش فیض سان) ن " (۶)

متنی تنقید، تدوین اور حواشی کی اہمیت پر بحث ہو چکی ہے اس پر یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ تنقید، تحقیق، تدوین اور حواشی نگاری کا آپس میں گہرا ربط ہے ڈاکٹر صدیقی نے اس نسخہ کی کتابت (بقول ان کے) " نقل بجنسہٖ " کرائی ہے تا کہ قارئین غالب کے طرزِ نگارش سے واقف ہو سکیں۔ غالب کے اس نسخہ میں قدیم طرز تحریر کے مطابق (ٹ ڈ ڑ) پر چار نقطے لگائے گے ہیں۔ (::) صدیقی کے بقول ان حروف پر (ط) بعد میں مروج ہوئی۔

(گورمنٹ، پوئٹہ، وغیرہ) پوئٹ پر ڈاکٹر صدیقی یوں حاشیہ لکھتے ہیں:

"ص ۳ س ۱۱۴ البتہ میں اسکا مستحق ہوں کہ کوئینس پوئٹھ (۱) گناجاو ں ـــ "

(۱) حاشیہ کوئینس پوئٹھ، یعنی ملکہ کا شاعر۔ "پوائٹ کی انگریزی "ٹ" کو شاید ہندوستانی "ٹھ" یقین کیا تھا " (۷)

اسی طرح پہلے دیباچے پر (جو تقریظ ہے) ڈاکٹر صدیقی نے طویل حاشیہ لکھا جو دو صفحات پر محیط ہے اور فسانہ عجائب، گلزار سرور کے مصنف رجب علی بیگ سرور کے حوالے سے مفید معلومات قارئین تک پہنچائیں۔ "حدائق العشاق" تمثیل کی بھی تفصیل دی اور یہ تمثیلی قصہ فارسی رمزی حکایات "ناظر و منظور" کی طرح ہے، یہ بھی بتایا کہ "آذرو سمندر"، "خورشید و ذرہ" تماثیل اسی صنف سے تعلق رکھتی ہیں۔ یحیٰی فتاحی سے یہ سفر ہوتا ہوا ملاو جہی تک سب رس کی صورت میں اردو میں منتج ہوا۔ پہلے دیباچے میں ایک جگہ حاشیہ یوں لکھا:

" متن؛ ص ۵ س ۶: خدا معنی کے تصویر کھینچ کر (ا) دعوی خدائی نکریں کس حوصلہ کا آدمی ہے۔ (ا) حاشیہ: 'کھنچکر' بجائے 'کھینچکر' (حوالہ نہ ہے) " (۸)

ایک جگہ آگے چل کر ڈاکٹر صدیقی پھر حاشیہ یوں لکھتے ہیں:

"متن: ص ۵ س ۸ ایسری (ا) پرشاد نراین سنکہ بھادر جس باغکی آرایش کے کار فرماہون

(ا) حاشیہ: س ۸: "ایشری ----- بہادر" یعنی مہاراجہ صاحب بنارس جو سرور کے مربی تھے۔" (۹)

ص: ۶ س: ۲ پر یوں حاشیہ لکھتے ہیں:

متن: یکا نگی درمیان نہو تو اونکا (ا) نیاز مند کیون انکا ثناخوان نہو۔

(ا) حاشیہ: ص ۶ س ۲ "کیوں انکا" بجائے "کیوں اونکا" (ع)

یہاں صدیقی صاحب نے (ع) علامت دی جس کا مطلب ہے کہ عود ہندی میں "اونکا" ہے جبکہ کثیر تعداد میں حواشی پر انھوں نے (ع) (م ا) (م ۲) (خطوط) کی علامت نہ دی ہے گو یا ماخذ کی نشاندہی نہیں کی گئی، حالانکہ ڈاکٹر صدیقی جیسے متنی مدون پر یہ توقع ہوتی ہے کہ لازم حوالہ یا علامت دیں گے حالانکہ انھوں نے اگلے حاشیے پر (ع) علامت دی ہے۔

آگے ایک حاشیہ اس طرح ہے " سینکروں" بجائے " سینکڑوں"۔ (۱۰)

پھر کہتے ہیں۔ "ص ۸ س ۳: "فسانہ" تینوں مطبوعہ نسخے "افسانہ" (۱۱)

ایک جگہ صفحہ نمبر ۱۰۷ نسخہ کا صفحہ ۸ سطر ۱۴ پر یوں حاشیہ لکھتے ہیں:

"سخت کوش ہی ستار کا خیال جو (ا) آیا تو ایسا بجایا

(ا) حاشیہ: س ۱۴: "ستار کا خیال جو آیا" حدائق انظار اور (ع) "ستار کا جو خیال ہوا" (م ۲) ستار کا جو خیال آیا"

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

اس حاشیے میں ڈاکٹر صدیقی نے اصل ماخذ کا حوالہ دیا کہ (م۲، ع) میں اس طرح تحریر ہے جبکہ اگلے حاشیے پر یوں لکھا:

متن: "۔۔۔۔۔ آئی تو وہ تصویر کہنچی (۱) کہ او سکو۔۔۔ "(۱) حاشیہ: س ۱۵: "کہنچی" بجائے "کہینچی"[۱۲]

اس حاشیہ پر ماخذ کا حوالہ نہ دیا ہے۔ ڈاکٹر صدیقی نے ان معمولی سہو کے باوجود بہت محنت اور تگ و دو سے اس متن سے متعلق حواشی لکھے تاکہ درست متن قارئین پڑھ سکیں۔ صفحہ ۱۰۷ پر "کی فارسی کے" اور نسخوں میں "کی فارسی نثر کے" لکھ کر یہ ثابت کیا کہ تحقیق و تدوین کے اصول بہر حال مد نظر رہے مگر کچھ جگہوں پر ماخذ کا تذکرہ مناسب خیال نہ کیا اسی طرح علمی اور مروج طریقے سے ان لفظوں کا تلفظ درست کیا گیا: "سرک" بجائے "سڑک"، "کہڑا" یعنی "گھڑا"، "بن جانتا" بجائے "بن جانا"، "لارد" تھا "ڈ" پر ط سرخی سے بنایا ہے ان الفاظ سے ڈاکٹر صدیقی نے نسخہ شناسی اور قلمی طرز تحریر سے غالب کی ایک ایک حرکت بتائی ہے کہ یہ لفظ غالب کی نظر سے رہ گیا۔

اس نسخے میں بعض الفاظ کو جوڑ کر لکھا گیا ہے اس طرز کے لفظوں کا قدیم املا میں استعمال عام تھا۔ جدید املا میں یہ طریقہ مروج نہیں ہے ان الفاظ کو الگ الگ لکھا جاتا ہے: کرنیلصاحب،(کرنیل صاحب) ہونگی (ہون گے) انکا، اسطرح (ان کا، اس طرح) چلینگی (چلیں گے) رئیسونکی (رئیسوں کی) سعادتخانکی نہرہی (سعادت خان کی نہ رہی) چورونکی (چوروں کی) آئینگیی (آئین گے)۔

اسی طرح اس نسخہ میں قدیم طرز سے نون غنہ (ں) کو نون نقطہ والے (ن) کے ساتھ لکھا گیا ہے کہان (کہاں) ہین (ہیں) نہین (نہیں) وغیرہ۔ یہ مروج املا تھا۔

غالب پانو (پاؤں) کو درست سمجھتے تھے، ڈاکٹر صدیقی نے اسی املا کو برقرار رکھا اور ڈاکٹر صدیقی خود بھی اپنے مضمون "املانامہ" میں "پانو" ہی کو ترجیح دیتے ہیں۔ طریق املا میں منشائے مصنف کے ساتھ ساتھ مروجہ املا کو مد نظر رکھا اسی طرح کاف اور گاف کے سلسلے میں اس وقت کوئی اصول وضع نہ تھا، کاف کبھی "دوکش" سے اور کبھی گاف پر ایک "کش" سے لکھے جاتے تھے ڈاکٹر صدیقی ایک حاشیہ میں یوں لکھتے ہیں:

> "اُس زمانے میں "گ" پر دو مرکز بہت کم لگاتے تھے اور سیاق عبارت سے معلوم کر لیتے تھے کہ "ک" پڑھنا چاہیے یا "گ" مگر کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو "گ" کو دو مرکز لگانا

ضروری جانتے تھے اس نسخے کا کاتب کہیں کہیں "ک" کو بھی دو مرکز لگا جاتا ہے۔
(دیکھو، آنکھیں، آنکھوں)"(۱۳)

غرض یہ کہ ڈاکٹر صدیقی نے غالب کی اولین اس مختصر تحریر کو غائر نظر سے دیکھا،اس کے ایک ایک حرف اور نقطے کو پرکھا، جہاں لفظوں کو چھیل کر مٹایا گیا اور جہاں دوسرے قلم سے اضافہ کیا گیا ڈاکٹر صدیقی نے حاشیے میں وضاحت کر دی کہ یہ غالب کے قلم سے اضافہ ہے یا کاتب کا اضافہ ہے (یا سہو ہے) اس سے ڈاکٹر صدیقی کی غالبیات میں خصوصی دلچسپی سامنے آتی ہے۔ نسخہ میں لفظ "اوک" کو کاتب نے "گلاس" بنا دیا اور غالب نے اس کو نہ بدلا بلکہ صدیقی کے خیال میں صاحب نو واردانِ ہندُستان "گلاس" سے واقف تھے اسی لیے غالب نے "گلاس" ہی رہنے دیا۔ ڈاکٹر صدیقی مالک رام اور رشید حسن خاں تینوں بڑے نقادوں اور متن شناسوں کی نظر سے یہ متن گزرا اس لیے اس نسخے کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ رشید حسن خاں اور مالک رام نے بھی "انشائے غالب" کے متعلق لکھا مگر یہاں صرف صدیقی صاحب ہی زیر بحث ہیں۔

"دہلی سوسائٹی اور مرزا غالب" اس مضمون میں ڈاکٹر صدیقی لکھتے ہیں، برصغیر کے ادب سے عموماً اور اردو ادب سے خصوصاً گارساں دتاسی کو دلچسپی رہی جو ہندُستانی ادب کی رپورٹوں، روداودں، مطبوعات اور اخبارات کے ذریعے ادب سے وابستہ رہا دہلی سوسائٹی کا اپنا رسالہ ہے۔ جو سال بعد چھپا کرتا اور ان تمام رسالوں میں "دہلی سوسائٹی" کی رودادیں ہوتیں، مضامین اور مقالات چھاپے جاتے، اس سوسائیٹی کے چار رسالے ڈاکٹر مختار الدین آرزو کو پنڈت کیفی کی وساطت سے ملے جن تک ڈاکٹر صدیقی کی رسائی ہوئی۔ مرزا غالب بھی "دہلی سوسائٹی" کے ممبر رہے۔ اس میں سوسائٹی کے مقاصد، ممبران اور عہدیداران کی تفصیل ہے جس میں سوسائٹی کے نام کے حوالے سے بھی بحث ہے۔ یہ سوسائٹی کرنل ہملٹن صاحب بہادر کی نگرانی میں بنائی گئی۔ اس کا چندہ آٹھ آنہ ماہانہ مقرر کیا اس کا کتب خانہ قائم ہوا اسی دور میں دہلی دوبارہ رونق کی بحالی کی طرف رواں دواں تھی، نئی علمی انجمنیں بنائی گئیں "اردو سوسائٹی"، "ایجوکیشن کمیٹی"، "انجمن مطالب مفیدہ"، "سائنٹفک سوسائٹی" اور "مجلس تہذیب" اسی تسلسل کا حصہ تھیں۔ ڈاکٹر صدیقی لکھتے ہیں:

"کو سرسید نے اس کا کام کم سے کم تین برس پہلے شروع کر دیا تھا اور جب سوسائٹی کچھ کام دکھا کر مشہور ہو چکی اور مناسب موقع ہاتھ آیا تو افتتاح کی رسم ادا کی گئی، جس زمانے میں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)

"دہلی سوسائٹی" کی بنا پڑی اس کے قریب قریب سیالکوٹ اور حصار میں بھی ادبی انجمنیں قائم ہوئیں۔"(۱۴)

پہلے جلسے کے بعد "دہلی سوسائٹی" کے دوسرے جلسے میں مرزا غالب شامل ہوئے بیماری اور بڑھاپا تھا، غالب نے اجلاس میں باقاعدہ شرکت سے معذرت کرلی اور مشاورت کے لیے لکھ کر بھیجنے کی حامی بھرلی۔

"اگر کسی امر میں بذریعہ خط مجھ سے کچھ پوچھا جائے تو وہ لکھ سکتا ہوں جو میری رائے میں آئے۔"(۱۵)

دوسرے اجلاس میں "طریقہ مہاجنی ہندوستان"، "فوائد مطالعہ علم تاریخ" مضامین پڑھے گئے سر سید احمد خان بھی اس سوسائٹی کے ممبر ہوئے۔ ۱۰۷، انگریز اور ۷۶ "صاحبان ہندستان" ممبر ہیں۔ ہندوستانی صاحبان میں ۳۰ اور ۶۶ ممبران نمبر پر نواب اسد اللہ خان غالب اور سر سید احمد خاں صاحب بہادر بالترتیب ہیں۔ نواب اسد اللہ خان غالب نے ۱۸۶۵ء میں دہلی سوسائٹی میں مضمون پڑھا جس میں دہلی کے حالات، بارود کی برسات، فتنے کا تذکرہ اور قحط کا احوال ہے۔ غالب نے اس مضمون میں مقفّٰی و مسجّع عبارت لکھی۔ غالب یوں کلام کرتے ہیں:

"ضعف نے غالب نکما کر دیا ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

میں کہاں اور بزم نشینی کہاں، نظم و نثر میں وہ رنگینی کہاں، سرکار کی خدمت گزاری کا شائق ہوں، مگر اب صرف دو کام کے لائق ہوں"(۱۶)

ڈاکٹر صدیقی نے غالب کا پورا مضمون نقل کیا اور اس پر بھی تین حواشی لکھے، اس سوسائٹی میں "علم اخلاق" مضمون پڑھا گیا سپاس نامے پڑھے گئے۔ ماسٹر پیارے لال سیکرٹری "سوسائٹی" کا مضمون ہے۔ غالب نے "سوسائٹی" کے لیے کچھ کتب عنایت کیں اس کے اجلاس پندرہ روز بعد ہوتے ماسٹر منشی پیارے لال المشہور بنام "ماسٹر" سوسائٹی سے استعفادے کر لاہور چلے گئے۔ غالب ماسٹر منشی پیارے لال کو عزیز اور دوست جانتے تھے، لکھتے ہیں:

"مرزا اسد اللہ خاں صاحب غالب (فقیر اسد اللہ خان غالب) کہتا ہے کہ بابو پیارے لال کہ مفارقت کا جو غم واندوہ ہوا ہے میرا جی جانتا ہے، بس اب میں نے جانا کہ میرا دلی میں کوئی نہیں ہے۔"(۱۷)

اس دوران ۱۵ فروری غالب دنیا سے پردہ کرتے ہیں۔

"کچھ بکھرے ہوئے ورق" مضمون میں ڈاکٹر صدیقی نے غالب اور تلامذہ غالب کے تعلقات اور ان کے مابین خطوط اور اصلاحوں پر بحث کو موضوع بنایا ہے۔ ڈاکٹر صدیقی کو کچھ اوراق بلگرام سے شیخ امیر احمد کے وسیلے سے ملے جن میں خطوط غالب (نامکمل) غالب کے شاگردوں کی اصلاحیں (جو غالب کے ہاتھ کی تھیں وہ) زیر بحث ہیں۔ ڈاکٹر صدیقی نے اس مضمون میں اپنی تحریر پر کچھ حواشی لکھے اور کل ۳۲ حواشی لکھے جن میں غالب کے خطوط پر حواشی بھی ہیں اور شاگردان غالب کے متعلق معلومات بھی۔ ان شاگردوں میں لطیف، خلیل اور وجد شامل ہیں۔ ان اوراق میں چار قسم کے نسخے (ا، ب، ج، د) ترتیب دے کر صدیقی نے معلومات دی ہیں، صدیقی نے ان خطوط کو غالب کے خطوط کی کتب سے موازنہ کر کے زائد اوراق اور الفاظ پر بحث کی ہے۔

"باسٹھ برس کی عمر ہوئی بچاس برس (۱) اس شیوے کی روزش میں گزرے۔۔۔۔ والسلام۔ از اسد اللہ۔
نگاشتہ بست وسوم فروری سنہ (۵۷) ۱۸ عیسوی (۲)

حاشیہ: (۱) قلمی نسخے میں ہے: ستہتر (۷۷) برس کی عمر ہوئی پیسنٹھ برس۔۔۔ مگر یہ صحیح نہیں۔

حاشیہ: (۲) قلمی نسخے میں ۱۸۸۵ ہے۔ جو صحیح نہیں ہو سکتا مکمل اردوے معلیٰ میں "۱۸۵۷" ہے یہ غالباً صحیح ہے

اس لیے کہ یہ خط اور دو معرکے انزاع سلطنت (۱۸۵۶) کے بعد غدر سے غالباً کچھ دن پہلے لکھا گیا ہے۔۔۔۔۔"(۱۸)

ڈاکٹر صدیقی نے ان اوراق میں موجود غالب کے خطوط کو اردوے معلیٰ اور دیگر نسخوں سے تقابل کر کے متن کے اختلافات کو حاشیوں میں واضح کیا۔

"تحفہ احباب" خطوط کا یہ مجلد مجموعہ ہے جو لطیف احمد لطیف کا جمع شدہ ہے انھوں نے سرور لکھنوی اور بعد میں غالب سے تلمذ کیا۔ لطیف غالب سے ملنے گئے اور ان کے لیے "جھجلے" بلگرام سے لے کر گئے غالب کو یہ بہت پسند آئے ان کے خطوط میں انگریزی اثرات زیادہ ہیں لطیف خود بھی انگریزی طبع رکھتے تھے "مائی ڈیئر برادر" جیسے الفاظ سے خط کا آغاز کرتے تھے، لطیف کی غزل کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

"جب تلک جان میں ہے جان یہی دھیاں رہے　　دل رہے یا نہ رہے یار کا ارمان رہے "(۱۹)

وجدؔ: شیخ خلیل احمد وجد بلگرامی ہردوئی، گونڈا اور سندیلہ میں رہے۔ آخری زندگی گونڈا میں گزاری۔ قدرؔ کے شاگرد ہیں قدر غالبؔ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ "گلدستہ کیف" میں ان کا کلام ملتا ہے۔ سادگی، رواں اور مسلسل نثر ان کی تحریر کی خوبیاں ہیں، غالب کے اسلوب کی پیروی کرتے رہے۔ صدیقی کہتے ہیں:

"سجع نویسی سے باز رہنے کا جو مشورہ غالب نے قدر کو اور قدر نے وجد کو دیا تھا، وجد نے اس پر عمل بھی کیا"[۲۰]

شیخ خلیل احمد ایک خط میں غالب کی طرز اسلوب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"رضا حسین سے ملاقات ہوئی۔ دو تین گھنٹے تک خوب باتیں رہیں۔۔۔۔ اب تو آپ بھی سرور کے قدم بہ قدم ہوگئے ہیں وہ قوت اور لیاقت کہاں سے لاؤں جو غالب کی طرح تقریظ لکھوں؟"[۲۱]

"تحفہ احباب" میں وجدؔ کا کلام شائع ہوتا رہا نمونہ کلام ملاحظہ ہو۔ مطلع ثانی ہے:

"وجد کی آنکھوں کے تل آپ ہی ہیں نور ہیں آپ　　چشم موسیٰ کے لیے صاعقہ طور ہیں آپ"[۲۲]

"آرزو ہے کہ مرا دم تیرے در پر نکلے　　تیرا بیمار تیرے کوچے سے مر کر نکلے"[۲۳]

ڈاکٹر صدیقی غالبؔ کے خطوط کی نثری ادب میں اہمیت سے وقف ہیں، ان کے ایک ایک رقعے کو بغور دیکھنا، پرکھنا، پرکھ کر ان خطوط میں خطِ غالب کو دیکھ کر مختلف نسخوں میں ان کے خطوط کو تلاش کرکے حواشی لکھنا، بڑی عرق ریزی کا کام ہے، ان خطوط کے اختلافات کو نمایاں کرکے حواشی میں وضاحت کرنا، ڈاکٹر صدیقی کو غالب کے کچھ وہ خط ملے جو شائع نہیں ہوئے تھے۔ صدیقی نے ان خطوط میں "نامہ غالب" پر ۴۷ حواشی لکھے جن میں متنی اختلاف بھی ہے موازنہ بھی ہے اور تصحیحِ متن بھی۔

دیگر نسخوں کے ذیل میں (۳۸) حواشی لکھے جن میں تفاصیل کے علاوہ اختلافی متن کی نشاندہی بھی ہے۔

الف (کاکوری والا خط) ب لکھنو والا خط (ج) دلی والا خط (د) نامہ غالب۔ ان اوراق کی تفصیل ڈاکٹر صدیقی نے بتائی خطِ غالب ہے یا کاتب کی کتابت۔ ایک خط کی تفصیل جو دی ہے دلی والا رقعہ: "کاغذ چھوٹا سا ٹکڑا (۴×۶، انچ) جس پر چھے سطریں سوا تین انچ لمبی ہیں، ساتویں سطر میں صرف تاریخ: ۲۷ فروری ۱۸۶۶ء" یہ اور (ج) دونوں ایک ساتھ تھے اس لیے خیال ہوتا ہے کہ یہ رقعہ بھی مولوی ضیاء الدین خان کو لکھا گیا تھا۔"

خط (الف) کاکوری والا خط متن:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

"چہار شنبہ (۱۸، جن) وری ہنگام نیمروز۔۔۔۔۔ بندہ پرور، آپ کی تحریر سے مستنبط ہوتا ہے
کہ آ) پ مجھ سے میرٹھ میں (ملے تھے) (مگ) ر میں ہر چند یاد کرتا ہوں۔۔۔"(۲۴)

قلابین میں مسخ شدہ متن کو تصحیح کے بعد صدیقی نے مکمل کیا۔ اسی طرح شعر لفظ کو مکمل کیا اوران خطوط پر حواشی لکھے۔ یادگارِ غالب، درفش کاویانی، اردوے معلی، شرح دیوان غالب (از حسرت)، عود ہندی اور قاطع برہان سے متن کا مقابلہ کر کے تفصیلی تعلیقات بھی لکھے۔ 'نامہ غالب' صدیقی والے اوراق میں (مغلبچہ، پن، منصف، وضوح، اغلاط، پوچنے والا) الفاظ کو تقابل کر کے درست: (۱) عود: مغلچہ پن، (۲)، دونوں نسخوں میں "مصنف" ہے صحیح معلوم نہیں ہوتا، (۳)، عود "وضوع" جو غلط ہے۔ (۴) قلمی نقل "اخلاط" (۵) عود: "پوچھنے والے" کیا ہے ساتھ اپنی رائے بھی دی ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔

"غالب کے خطوں کے لفافے:" خطوط کو "فن لطیف" بنانے والا خطوں کے لفافوں پر خوبصورت گلکاریاں کرنے والے مرزا غالب جس طرح خطوں کی نثر میں سادگی اور سلاست کا قائل ہے اسی طرح خط کے پتے بھی سادگی سے لکھتا ہے پتے لکھنے میں ایک شاگرد کو نام اور شہر لکھنے کا کہتے ہیں ملک، محلہ غلط بتاتے ہیں ڈاکٹر صدیقی کو غالب کے خطوں کے لفافے دیکھنے کا اشتیاق رہا کہ غالب کا شوق لفافے سازی کیسا ہوگا منشی مہیش پرشاد کی وساطت سے ڈاکٹر صدیقی کو چوبیس لفافے ملے، ایک عکس اور (۲۳) تیئیس اصل۔ ڈاکٹر صدیقی لکھتے ہیں:

> " سات کے حاشیوں پر طرح طرح کی سیاہ قلم بیلیں اور مداخل چھپے ہوئے ہیں اور اُن کے اندر پتہ اور "در مقام" و "از مقام" اور "تاریخ" و "ماہ" سب کچھ حضرت کے دست مبارک کا لکھا ہوا ہے"(۲۵)

یہ لفافے قاضی عبدالجمیل جنون بریلوی کے نام اور ایک لفافہ صلاح الدین خدا بخش کے نام ہے ان لفافوں کی مدد سے ڈاکٹر صدیقی نے مختلف خطوط کی تواریخ کا تعین کیا ہے۔ غالب نے زوائد کو یہاں بھی ترک کر دیا اور اردو فارسی زبان میں پتے لکھے ہیں اور تاریخ بھی لفافوں پر موجود ہے۔ ڈاکٹر صدیقی نے ان خطوط کے عکس کو بھی مضمون میں جگہ دی ہے، بعض لفافوں میں عبارت پوری نہ تھی تو اس کو تدوینی طریق سے مکمل کیا: خط ۴:
"(شہر بر) یلی سوچے خاں کا گھیر (۱) پرانے قلعہ اور مسجد (جامع کے) قریب۔۔۔۔ پوسٹ پڈ"(۲۶)

حاشیہ (۱): یعنی احاطہ۔ رہیل کھنڈ کے شہروں میں یہ اصطلاح بہت عام ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

"لفافہ: ۷ در بریلی بہ کٹرہ مان را(ئے بہ دکان حافظ احمد حسے)ن صا(حب سوداگر موصول و بخدمت مخدوم) مکرم---پوسٹ پڈ

لفافہ: ۱۰، یکشنبہ ۲۸، ماہ(اگ)ست(سنہ ۱۸۵۹ء)---مقبول(باد) "(۲۷)

اسی طرح دیگر خطوط میں قلابین() لگا کر متن، تاریخ، پتہ اور سال مکمل کیا ہے۔ ڈاکٹر صدیقی نے خطوط کے لفافوں کو اکٹھا کر کے ایک خوبصورت مضمون لکھا اور تدوینی، لسانیاتی اور املائی خدمات سر انجام دے کر حواشی بھی لکھے ۔ یہ نو صفحات کا مضمون مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ دلچسپ "متنی تدوین" کی مثالیں لیے ہوئے ہے۔ خطِ غالب میں پتے لکھے ہوئے قارئین کے لیے سامنے لائے۔

"تبصرہ مکاتیب غالب" (از: امتیازی علی عرشی) سلسلۂ غالبیات میں غالب کی تحریروں کو عموماً اور اردو ادب میں خصوصاً قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مکاتب غالب میں غالب کے رام پور والے خطوط شامل ہیں۔ جنھیں امتیاز علی عرشی نے مرتب کیا غالب کے املا کی طرز کے تحت مرتب کر کے ایک طویل مقدمہ لکھا اس مقدمے پر اور مکاتیب کی املائی اغلاط پر ڈاکٹر صدیقی کا یہ مقالہ اہمیت کا حامل ہے، اس کو پڑھ کر مرتب و مدون کے فرائض بخوبی سمجھے جاسکتے ہیں۔ اس مجموعے میں غالب کے (۱۱۵) خطوط ہیں۔ سب سے زیادہ خط نواب کلب علی خاں اور نواب یوسف علی خان کے نام ہیں۔ نواب کلب علی خان غالب کو نثر اصلاح کے لیے بھیجا کرتے تھے۔ "ارتنگ" اور "ارژنگ"، "آشیان چیدن" اور "آشیاں بستن" الفاظ کے استعمال پر بحث ہوئی۔ ان خطوط سے غالب کے مبحث اور نواب صاحب کی علی اُپج سامنے آتی ہے۔ ڈاکٹر صدیقی کتاب کے متن اور املا پر تنقید کرتے ہیں۔ کہتے ہیں: ص ۹۰، ۹۱، ۱۰۴، ۱۱۸، ۱۲۱ وغیرہ پر متن میں غلطیاں ہیں یکسانی مفقود ہے۔ بالکل، باالفعل، علمداری لفظوں کو درست ہونا چاہیے تھا۔ (ص ۱۴۱)، (بالکل، بالفعل، علمداری) اسی طرح مالائے مروارید، فرمایئے، ہاتھ، تونگر، ہوئی، کی برابر، مینھ، اسواسطے، ایکدن، عمرو کے بجائے مالاے مروارید، فرمایے، ہات، توانگر، ہوئے، کے برابر، مینہ، اس واسطے، ایک دن، امر ہونا چاہیے تھا۔ اردو گنتی میں گیارا، بارا کی بجائے ڈاکٹر صدیقی گیارہ، بارہ، تیرہ کو مروج جانتے ہیں۔ مکاتیب میں اسی طرز کو مروج ہونا چاہیے تھا۔ کتاب اچھی طباعت میں ہے کچھ فہرست میں عنوانات مضحکہ خیز اور غیر مناسب بلکہ اضافی ہیں جن کو نہ لکھنا چاہیے۔ (اور مرزا صاحب کے چچا سسر، طب، علوم نجوم، امراض اور ضعف پیری، امراض قدیم بڑھ گئے، اسی طرح کی سرخیاں اضافی بتائیں ہیں۔ یہ دیباچہ بلاوجہ طوالت کا شکار ہوا، "سارق فلک" کے تحت جو معلومات دی ہیں اس کا بھی اخراج چاہیے۔ 'مہربانگی' اور 'ادیگی' قرض میں 'مہربانی'، 'ادائے قرض'

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)

درست ہے۔ سن اور سال، میں سے ایک لفظ اور 'سن کو' کی بجائے 'سن میں' ہونا درست بتایا ہے۔ بیر خائیوں، چھیڑ، لارد، کے بجائے بیر خیوں، ظرافت، لاڑد مناسب ہیں۔ لارد کے املا کے حوالے سے رشید حسن خاں بھی لاڑد ہی لکھنے کو ترجیح دیتے ہیں: "لارڈ کو مرزا صاحب نے ہر جگہ لاڑد لکھا ہے۔ "(۲۸) غالب کے مطابق فارسی، عربی الفاظ کے علاوہ اردو اور مہند الفاظ کے آخر میں مختتفی ہ کی بجائے الف لکھا جائے اسی اسلوب میں "تہیا" مختفی ہ کی بجائے الف سے درست ہی نہیں مستحسن ہے۔ ڈاکٹر صدیقی "ء" کو بھی بعض الفاظ کے اخیر میں غالب کی طرح مناسب نہیں سمجھتے بلکہ بناؤ، سناؤ، آؤ کے بجائے بغیر ہمزہ "و" سے لکھتے ہیں شازیہ آفتاب لکھتی ہیں:

> "غالب کی پیروی میں ڈاکٹر صدیقی بھی بناو سنگھار، بھاو تاو، گھاو، گاے، راے۔۔۔۔ وغیرہ پر ہمزہ کے قائل نہیں۔۔۔"(۲۹)

یہ تجویز رواج نہ پا سکی۔ اسی طرح غالب نے لفظ "عملداری" لکھوایا، کاتب نے "علمداری" لکھا کاتب کا مزاج مصنف کا مزاج اور طریق تحریر بعض دفعہ الگ ہوتا ہے۔ مصنف کا املا کسی لفظ کے ضمن میں اکثر اس لفظ کے متعلق کیسا رہا اُس طریق کو دیکھا جائے گا۔ رشید حسن کہتے ہیں:

> "کاتبوں اور ناقلوں نے الفاظ کے جو جو املا لکھے ہیں۔ اگر ان سب کو سند مان لیا جائے یا قابل اظہار۔۔۔ جن کا بیشتر حصہ ہے بے معنی ہو گا۔"(۳۰)

"دیوان غالب" (نسخہ برلن) ۱۳۴۵ھ میں شائع ہوا یہ جیبی سائز کا نسخہ ہے یہ ۶۷۶ صفحات پر مشتمل ہے دو رنگی عبارت کالی روشنائی اشعار کے لیے اور سرخ روشنائی (اسدؔ، غالبؔ) تخلص کے لیے رکھی گئی۔ یہ نسخہ جاذب نظر ہونے کے ساتھ ساتھ اغلاط سے بھرپور ہے جتنا خوبصورت یہ دیوان ہے اگر متن نظر ثانی کے بعد چھاپا جاتا تو اس کی قدر بڑھ جاتی۔ یہ تبصرہ رسالہ "اُردو" میں چھپا۔ جس میں املا کی اغلاط کے علاوہ معروف اور مجہول یا (ی ے) کے فرق کو ملحوظ نہ رکھا گیا، اسی طرح مخلوط اور مختفی ہا (ھ ہ) میں بھی فرق نہیں ہے۔ ٹ ڈ ڑ میں (ط) کی بجائے چار نقطے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ سوئے ہیں (سوتے ہیں) تنہ (نہ) ہوا (ہو) ٹھنٹا (ٹھنڈا) تیرا گزر (تیرا گزر) ہونا چاہیے تھا(۳۱) رموز اوقاف ضرورت ہونے کے باوجود نہیں دیے گئے۔ تماشہ کی جگہ 'تماشا' ہونا چاہئے تھا اسی طرح عربی لفظوں کو اردو میں الف سے لکھنے کو درست بتایا ہے:

> "عربی لفظوں میں تماشا تقاضا وغیرہ فارسی ترکی تمغا، چلیپا، ناشتا وغیرہ الف سے صحیح اور ہ سے غلط ہے "(۳۲)

غالب کی املا کے مطابق یہ دیوان چھاپا ہوتا تو یہ نسخہ بہت قیمتی ہوتا، اغلاط سے اسی کی اہمیت کم ہوئی "قسمت" لفظ کو "قیمت" لکھا 'سمجھیے' کو جانیے لکھنا درست نہیں۔ اسی طرح "خطوط غالب" از مہیش پرشاد پر ڈاکٹر صدیقی نے "مقدمہ" لکھا "خطوط غالب" مہیش پرشاد کے حواشی بھی صدیقی نے لکھے جن کے آگے (ع ص) ہے۔ اس کے متن کی تصحیح اور نظر ثانی بھی کی۔ ڈاکٹر صدیقی نے متنی تدوین، متنی تنقید اور تحقیق کے اصولوں کو خوبصورتی سے برتا، اسی تناظر میں حواشی نگاری بھی کی۔ غالب کی املا کو یہاں بھی مد نظر رکھا۔ غالب پاؤں گاؤں کو پانو، گانو، چھانو لکھتے ہیں زرا کو زے سے لکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صدیقی کہتے ہیں:

> "کہ (م ا) اور (ع ا) میں جو جابجا "مزا"، "تکیا"، "زمانا"، "پردا"، "خاکا"، "چھاپے خانا"، "پاخانا" اور اس طرح کے اور لفظ ملتے ہیں غالب کے ہاتھ کے لکھے ہوئے کو جوں کا توں نقل کیے گئے ہیں"(۳۳)

غرض یہ کہ حواشی ہوں یا متن، تعلیقات ہو یا املا، ڈاکٹر صدیقی نے تدوین کے مقاصد کو مد نظر رکھ کر مدون کے بھرپور فرائض سرانجام دیے اور خصوصاً غالب کے خطوط کی تدوین میں۔ ڈاکٹر صدیقی تحقیق اور تدوین کے رموز کو بخوبی جانتے تھے اور ان کو استعمال کر کے دکھایا۔ تدوین؛ تحقیق اور تنقید اگلا اور محنت طلب کام ہے اور تدوین متن میں مدون کو رسم خط، معاشرت، رسومات، تاریخ، لسانیات، زبان، بولی، املا، لفظوں کی صحیح تصویر اور صوتیات پر عبور ہونا ضروری ہے۔ ڈاکٹر صدیقی ان علوم پر بخوبی دسترس رکھتے تھے اور غالبیات میں ان کو خاص دلچسپی رہی۔ غالبیات سے متعلق آپ کے اہم مقالات ہیں، جن میں تحقیق، تنقید اور تدوین کے سراغ ملتے ہیں اور متن کو "منشائے مصنف" کے عین مطابق بنانے کی بھرپور سعی بھی۔ 'انشائے غالب' سے لے کر "دیوان غالب" تک، مقدمہ خطوط غالب ہو یا 'دہلی سوسائٹی اور غالب' اور 'کچھ اور بکھرے ورق' عبد الستار صدیقی جذبات سے دور ایک متن شناسِ غالب، محققِ غالب اور مدونِ غالب کے طور پر سامنے آتے ہیں۔ جنھوں نے تحقیق و تدوین کے نئے اور معیاری در وا کیے۔

حوالہ جات

۱۔ جاوید اقبال، سید، ڈاکٹر، مرتب: تحقیق، فکری و فنی مباحث مسائل و امکانات، کراچی، ادارہ یادگار غالب، ۲۰۱۴ص ۲۹۳

۲۔ رشید حسن خاں، تدوین۔ تحقیق روایت، نئی دہلی، اے ایس پرنٹرز، س ا، ۱۹۹۹ص، ۴۲

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue I, (Jan to March 2022)

۳۔ محمد موصوف احمد، ڈاکٹر، تحقیق، تدوین، سمت و رفتار، علی گڑھ (یو پی) ایجوکیشنل بک ہاؤس یونی ورسٹی مارکیٹ، س ۲۰۱۰،ص ۱۵
۴۔ خلیق انجم،ڈاکٹر، متنی تنقید، کراچی، انجمن ترقی اردو، ط، دوم، س ۲۰۱۴،ص ۱۳۰
۵۔ رشید حسن خاں، مرتب، انشائے غالب، کراچی، ادارہ یادگار غالب، س ۲۰۰۱ص ۹۳
۶۔ ایضاص، ۹۷
۷۔ ایضاص، ۹۸
۸۔ ایضاص، ۱۰۳
۹۔ ایضاص، ۱۰۳
۱۰۔ ایضاص، ۱۰۴
۱۱۔ ایضاص، ۱۰۵
۱۲۔ ایضاص، ۱۰۷
۱۳۔ ایضاص، ۱۱
۱۴۔ عبدالستار صدیقی، ڈاکٹر، مقالات عبدالستار صدیقی، لاہور، مجلس ترقی ادب، س ۲۰۱۵ ط اول، ج دوم، ص ۵۴
۱۵۔ ایضاص، ۵۵
۱۶۔ ایضاص، ۵۸
۱۷۔ ایضاص، ۶۳
۱۸۔ ایضاص، ۶۹
۱۹۔ ایضاص، ۷۹
۲۰۔ ایضاص، ۸۱
۲۱۔ ایضاص، ۸۲
۲۲۔ ایضاص، ۸۴
۲۳۔ ایضاص، ۸۶

۲۴۔ ایضاً ص،۹۷

۲۵۔ ایضاً ص،۱۲۶

۲۶۔ ایضاً ص،۱۲۹

۲۷۔ ایضاً ص،۱۳۰

۲۸۔ رشید حسن خاں، املائے غالب، کراچی، ادارہ یادگار غالب، س ا، ۲۰۰۰ ط اول ص،۱۲۵

۲۹۔ شازیہ آفتاب، اردو میں اصلاح املا کی کوششیں۔۔۔ جائزہ، اسلام آباد، ادارہ فروغ قومی زبان، ط، اول س ا، ۲۰۱۰ ص، ۱۹۲

۳۰۔ رؤف پاریکھ، ڈاکٹر، مرتب، (املا کا اختلاف از؛ رشید حسن خاں) مشمولہ، لغت نوسی اور لغات، کراچی، فضلی سنز اردو بازار، ط اول، س ا، ۲۰۱۵ ص ۶۰

۳۱۔ عبدالستار صدیقی، ڈاکٹر، مضمون مشمولہ اردو، رسالہ دہلی، انجمن ترقی اردو ہند، سہ ماہی اکتوبر ۱۹۲۳، ص ۶۰۴

۳۲۔ ایضاً ص،۶۰۴

۳۳۔ مہیش پرشاد، منشی، مرتب، خطوط غالب، الٰہ آباد، ہندُستانی اکیڈمی، ط اول، س ا، ۱۹۴۱ ص، (ب ی)